بیمن خلاق جہانگیر فرماہی گل و ریحاں

کلام [illegible]

[illegible] ریاست آصفیہ

# گلزار ماہ لقا

۱۳۲۴ھ

باہتمام و تصحیح مولوی غلام صمدانی خان صاحب گوہر وکیل عدالت [illegible] مولف تزک محبوبیہ و دربار آصف

[illegible] نظام المطابع پریس [illegible] دار الشفا حیدر آباد دکن

در مطبع [illegible] المطابع [illegible] باراول طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہاں طاقت ہے راہ حمد میں جو ہو زباں گویا
کہ یہاں عجز و خاموشی ہیں ہی یہاں گویا

نہ ہو نعت محمد میں کسی سے محفل آرائی
بجا رکھے ہرزہ گوئی سے زبانکو شمع ساں گویا

ثنا کی راہ میں ہرگز نہ پہنچے پائے مقصد کو
چلے اس دشت میں سرکے اگر پیر و جواں گویا

رسائی کب ہے اندیشہ کو یہاں بجز نارسائی کے
زبانکو بند رکھ اشک سے ہوویں رواں گویا

بجز حق کے کوئی کب واصف وصف ائمہ ہو
رہا چپ ہو افلاک پہ بھی یہی نکتہ نہاں گویا

دل ہے دیوانہ ازل سے زلف کی زنجیر کا
کب بند ہا چھوٹے ہی شانہ ایک مو تقدیر کا

ہاتھ میں کب آتی ہے افسون سے یہ اقلیم دل
جز تواضع کے نہ دیکھا جتکلا تسخیر کا

ایک نگہ میں صید عالم کو کیا ابرو کمان
مرغ دل کو بھی میرے مطلب ہے اسی نخچیر کا

شعلہ سان بازی سے اپنے درگذر اے مست ناز
وصل کے وعدہ میں حیلہ خوش نہیں تدبیر کا

ناز چندا کو نہ ہو کیون نوجوانی پر فلک
جسکو ہر دم ہے بھروسا مرتضیٰ سے پیر کا

تڑپے ہے دل بام سے اس بیقرار کا
تسکین جان ہے وقت ہو جسدم دوچار کا

دل سے گیا ہون وعدہ کر یک روز بیکلی
سرمست ہو کے قصد کرون لالہ زار کا

یک عمر با ہر رہے مجلس ہم نشین ہون
قابو پڑا کبھو نہین بوس و کنار کا

ہر چند راہ عشق مین دل پائمال ہے
روز جزا مین رتبہ ہے اس انکسار کا

چندا کو بخش یا علیؑ اپنے جناب سے
رتبہ جو دو جہان مین ہو اقتدار کا

مین پوچھا دل سے اپنے اب بتا تو یار ہے کسکا
کہا اس دور مین کہہ رونق بازار ہے کسکا

نظر آتا نہین وہ بت نہ کچھ الفت ہی ٹوٹی ہے
جہانکے بیچ مین منکے بستہ زنار ہے کسکا

نگہہ پیدا ہے چشم کے اور انتظاری مین
برنگ بلبل اب محو گل گلزار ہے کسکا

مجھے پہلے ہی رغبت کر کے پھر آخر دے چلا ٹالا
اگر انکار ہے بہتر تو پھر اقرار ہے کسکا

نہین جز مدح مولا کے سنا کوئی سخن لب سے
دل چندا الٰہی مخزن اسرار ہے کسکا

آنے کا منتظر تیرے بیدار ہی رہا
کھٹکا ہر ایک پا کا گران بار ہی رہا

ساغر مجھے کبھی نہ دیا تو نے ایکبار
ہمراہ نت رقیب کے سرشار ہی رہا

رشتہ وہ ہے عشق کا اے صاحب کنشت
جبتک کہ زندگی ہے وہ زنار ہی رہا

وعدہ خلافیون پہ تمہارے تو اے صنم
جسوقت دیکھا مجکو تو ناچار ہی رہا

ثابت قدم ہے جو کوئی چندا کے عشق مین
صف مین وہ عشق بازون کے سالار ہی رہا

[illegible] گر ہوا ارادہ نباہ کا

ابرو کمان کو کھینچ کے کی اس طرف نظر
تب سے پڑا ہے کھٹکے مین ناوک نگاہ کا

شب کو فغان تھی میری ترے در پہ اے صنم
تو بھی تو گوش زد نہوا نالہ آہ کا

سے یا خبر ہے تجھے اب تک خبر نہین
کب کا گذار ہو گیا کوچہ مین راہ کا

حیدر کے دیکھنے کی جو خواہش کرے کوئی
رکھتا ہو وصف اپنے مین وہ عز و جاہ کا

عالم ترے نگہ سے ہے سرشار دیکھنا
میری طرف بھی ٹک تو بھلا یار دیکھنا

نادان سے ایک عمر رہا مجھکو ربط عشق
دانا سے اب پڑا ہے سروکار دیکھنا

گردش سے تیری چشم کے مدت سے ہون خراب
تسخیر کرے ہے مجھے یہہ اقرار دیکھنا

ناصح عبث کرے ہے منع مجھکو عشق سے
آجائے وہ نظر تو پھر انکار دیکھنا

حیدر کو تم سے چشم یہہ ہے یا علیؑ کہ ہو
خاک نجف کو سرمۂ ابصار دیکھنا

اٹھا جو چلہ کش ابرو کمان دلگیر ہو گویا
کھٹکتا دل مین وہ میٹھا نگہ کا تیر ہو گویا

ہوا ہون اسطرح زندان غم مین گھل کے کاہیدہ
ترے مجنون پہ خندان حلقۂ زنجیر ہو گویا

کیا یہہ وضع اوس نقاش قدرت نے عجب کیا ہے
جو میرے غنچہ لب سے صورت تصویر ہو گویا

نگہ کی تیغ کو جب کھینچ کر وہ گھاٹ پر آوے
زبان شکر سے اوسدم دل نخچیر ہو گویا

مجھے پاس ادب یان تک ہے مولا کے مناقب مین
زبان خامۂ حیدر اسیر ہو گویا

اوٹھانا جور بیجا صل ہوا ایسا ہی مقصد تھا
مجھے تنہائی رہنا آپکے ملنے سے بہتر تھا

فقط سلک گہر دندان تھین تھے آبداری مین
لب خونرنگ بھی ہر ایک گویا لعل احمر تھا

نہ سمجھا تھا محبت کی لڑی ٹوٹے گا آخر تو
اوایل کان الفت مین سخن تیرا گوہر تھا

[illegible]

شناسائی ہوئی ذات الٰہی سے تو کیا باعث
تجھے چندا شہنشاہِ نجف کا عشق رہبر تھا

رہے نوروز عشرت آفریں جوشن بہار افزا
نہ پوچھو کوئی عیش و خرمی کو عہد میں اوسکی
ارسطو جاہ وہ فرخ نژاد اہل عالم سے
دعا ہے یہ موالی کی تصدق سے اسی کے

گل افشاں ہو کرم تیرا چمن میں دہر کے یہ جا
کہ جسکے فیض سے گلگشت ہے دور ساغر صہبا
کہ جسکے فضل و بخشش کا جہاں میں ہے علم برپا
رکھے سایہ میں اپنے لطف کے تجھکو علی مولا

باب ب

نہیں کچھ زیب دیتی ہے مصیبت اس میں
عیاں چندا ہے کچھ نوازش پہ کرم فرما

نہ گل سے ہی غرض تیرے نہ ہی گلزار سے مطلب
یہ دل دام نگہ میں ترک کے بس جا ہی الجھا ہے
بجز حق کے نہیں ہے غیب سے ہرگز تو تجھکو
نہ سمجھا ہمکو تونے یار ایسی جان نثاری پر

رہا چشم نظر شبنم میں اپنے یار سے مطلب
برآوے کسطرح التداب خونخوار سے مطلب
مگر دنیا کے لوگوں میں مجھے ہی پیار سے مطلب
بھلا پاوینگے اے ناداں کسی ہتیار سے مطلب

نہ چندا کو طمع جنت کی نے خوف جہنم ہے
رکھے ہے دو جہاں میں حیدر کرار سے مطلب

ہو سکے ہے کب تری چہرہ کے ہمسر آفتاب
اگر سکے ہے در پہ تیرے جبہہ سائی سحر
جب کرے چہرہ کو اپنے وہ پری نقش نگار
حسن کے شعلہ سے تیرے جبکہ ٹپکے ہے عرق

گو رکھے ہے نور کی خلعت کو دربر آفتاب
اسلئے چشم خلایق کو ہے منظر آفتاب
سحر لاوے یہاں آئینہ دربر آفتاب
شرم سے بس ابر کے دامن میں چھپے آفتاب

ڈر نہ ذرہ بھر بھی چندا ظلمت امکان سے
ہے تیرا حامی علی دو جہاں کا مظہر آفتاب

قتل پر کسی کے آج ہوئی ہے
رکھے کرم پہ تیر سے نظر مجرم
ان کو آنکھیں دکھا دے ٹک ساقی

توسن حسن پر سوار شراب
نوش کرتے ہیں ہشیار شراب
چاہتے ہیں جو بار بار شراب

یا علی حشر میں دو چند اکو
آب کوثر کی خوشگوار شراب

دل ہو گیا ہے غم سے ترے داغدار خوب
کیونکر رہوں حجاب میں محروم وصل سے
ساقی لگا کے برف میں مے کی صراحی لا
آیا نہ ایک دن بھی تو وعدہ پہ رات کو

پھولا ہے کیا ہی جوش سے یہ لالہ زار خوب
جی میں ہے کیجئے پیار سے بوس و کنار خوب
آنکھوں میں چھا رہا ہے نشہ کا خمار خوب
اچھا کیا سلوک تغافل شعار خوب

ایسی ہوا بندھی رہے چند اکی یا علی
با صد بہار دیکھئے جہان کی بہار خوب

شکوہ بغل میں تنگ تھا وہ سر حجاب خوب
شمشاد و سرو باغ میں کیا دنگ رہ گئے
ذرہ کی کیا مجال گلے مہر کے ملے
آگے تھے یک فسانہ یہ چرچا کے ہم سے خوش

دیکھا ہوں صبح آئینہ میں آفتاب خوب
دیکھا جو اوس کا مصرع قد انتخاب خوب
بس ہے یہ ایک بوسہ لب بیحجاب خوب
کرنے لگے ہو اب تو سوال و جواب خوب

چند اجو دیکھے یا علی کعبہ سے تا نجف
راہ خدا میں اوس سے نہیں کچھ ثواب خوب

سوتا ہے ساتھ اپنے وہ گلعذار ہر شب
شاید کہ میرے گھر میں وہ رشک ماہ آوے
پہرو لگی ہے مجھکو کس شمع رو کی ہے
خود صید ہو گئے ہیں اب دام میں کسی کے

صد شکر دیکھتے ہیں کیا کیا بہار ہر شب
رہتا ہوں اسلئے میں امیدوار ہر شب
دل ان دنوں رہے ہے کچھ بیقرار ہر شب
کرتے تھے آپ باہم تازہ شکار ہر شب

باب پ

میدان حشر میں تم حیدرا کے کام آنا
بس التجا ہے اتنی دلدل سوار ہر شب

ہمارے زلفوں کے جیسے ہیں پیچ و تاب میں سانپ
کسی نے دیکھے نہیں ایسے کالے خواب میں سانپ

جھلک جو زلف معنبر کی خواب میں دیکھی
بھرے ہیں رات سے ہیں ڈیرے آب میں سانپ

نہیں ہے زلف کی لٹ اوس رخ معرق پر
ہوا اوس چاٹنے نکلا ہے ماہتاب میں سانپ

اگر ہو چین جبین جام دے وہ بادہ گسار
ہزار دن آوین نظر ساغر شراب میں سانپ

باب ت

جناب شاہ نجف کا جو بارے دم حیدرا
ٹپک ٹپک کے رہے ہیں کو اضطراب میں سانپ

آپ گردن تو ہلا دیتے ہیں ہر بات کے وقت
غصے سے کبھی جل جاتے ہو بھر گھات کے وقت

آنکھ بھی پھڑکے ہے اور بھون بھی ہلی جاتی ہے
اونکی چتون کو ذرا دیکھو اشارات کے وقت

چشم بد دور بہم ہوتے ہیں کیا کیا چہلیں
بلکہ الفت کی ترقی ہے ملاقات کے وقت

جا بجا ہوتے ہیں اہابات کے دن کو چرچے
تم جو چھپ چھپ کے کہیں جاتے ہو ہر رات کے وقت

کرے حیدرا تو جبین سائی مشہ مردان سے
مانگ لے دولت کونین عنایات کے وقت

بنے ہے عقدہ کشائی کی کیون ہر کار میں صورت
ملے ہے اسم اعظم کی جو میرے یار میں صورت

ہوا زیبا بدن گل رو تمہارا اخلق جیدن سے
نہ دیکھا وہ زمانے میں کسی گلزار میں صورت

تصدق اسلئے ہوں میں جواہر پوشش کے ہر
نظر آجائے اوسکے دل کے تو سر ہار میں صورت

میں دیکھا تھا کئی بار میں این نادانکو جگر سے
کبھی آتی ہے وہ بھی ہر نگہ کی تار میں صورت

رہے حیدرا نہ کیون کر مرتضے کے یاد میں ہر دم
اگر کچھ مخلصی کی ہے تو اس کردار میں صورت

بس ہجوم گل سے اپنی کیا خوش آئی ہے بسنت
باغ میں گلرو کے آگے رنگ لائی ہے بسنت

| | |
|---|---|
| پوشش گل دستے تجکو خوش آئی ہے بہار | گرچہ رعنائی کا اپنے ساز لائی ہے بسنت |
| منکشف و زرد پوشش ہو جب تو کیا نازک خرام | پہونچے تیرے لئے منڈو کو چھائی ہے بسنت |
| جلوہ گر ہو یا جیب بر مین کیا رنگین قبا | جس طرف کیجے نظر دہومین مچائی ہے بسنت |

سر کو اپنے کر تصدق اسکے جیسے مثل گدا
تیرے در پر یا علی چندا نے گائی ہے بسنت

| | |
|---|---|
| تو نے کی شرط وفا مجہسے ادا صد رحمت | دل مرا لے ہی لیا پھر ند یا صد رحمت |
| گر نہیں عار ہے ملنے سے مرے اے ظالم | کیون کیا عقل کو تو نے جدا صد رحمت |
| سود و نقصان کی نہین تجکو غرض دنیا سے | مین رکھون تیری خوشی تو ہو خفا صد رحمت |
| غمزہ و ناز و ادا کر کے مرے دل کو لیا | اسلئے کرتا ہے بیدل یہ جفا صد رحمت |

چندا جو کوئی ہے خدام جناب مولا
اوسپہ ہے صبح و مسا نام خدا صد رحمت

| | |
|---|---|
| دیدہ و کب ہو لب لعل کے تاب یاقوت | نام سن جسکا اوتر جائے آب یاقوت |
| جنت بوسہ دیا پان چبا کر ظالم | اپنی قسمت مین مگر تھا یہ حجاب یاقوت |
| کر کے عاشق کے طرف چین بجبین دی گالی | مثل ظلم کے ہوا رنگ خراب یاقوت |
| کبھی پہونچی کی جب تیرے آجائے ڈہلک پہونچی پر | تصدق دست سے ملتا ہے جواب یاقوت |

یا علی کیجئے فردوس مین چندا کو عطا
لعل کا قصر کہ ہووے جسے باب یاقوت

| | |
|---|---|
| کرتے ہیں جو کہ دانے کے لئے چوائند غفلت | نہ پوچھو ہوش کی اوسکے ہو جسکی انتہا غفلت |
| رکھے ہے ہر پری پرواز مین سیر دو عالم کو | کبھی تک صید دل ہو دام سے تیرے رہا غفلت |
| پریرو نشہ بخشے نگاہ مست سے اپنے | پریشان دل تہا اپنا او سپہ زلفوں کی جدا غفلت |
| بڑی جرات ہے اونکی جو ہین تیرا ہم نشینی مین | یہ تیری ایک نگہ نے دلپہ میری کی ہے کیا غفلت |

کر و اب فضل سے چندا کو اپنی یا علی بخشش
رہے تا دور اوسکے دیدۂ دل سے جدا غفلت

شیشۂ دل کو دیا ہون تیرے ہات
کعبۂ دل ہی سمجھہ کر اپنا گھر
انتظار آخر ہوا اے گلعذار
دو ہی دل ملنے مین تم گھبرا گئے

چور یا ثابت ہو رکھہ تو اپنے سات
اے بت نامہربان رہ ایک رات
غنچۂ لب سے نکی پر تو نے بات
پھر خدا ہی جانے کب ہو ایسی گھات

روبرو چندا کے ہووے کیا عجب
مشتری و زہرہ و پروین کو مات

اے حضرت دل کیجے نہ آہنگ خرابات
یون اوسکے مرے نشہ مین ہی صلح کا عالم
انگور کا دانہ ہے ہر اک آبلۂ پا
غش کھائے ہے جی سنتے ہی گھبرا گئے ہے دل بھی

کچھہ ان دنون بگڑا ہے بہت رنگ خرابات
جسطرح کہ مستون مین ہے جنگ خرابات
طے ہوتے ہین کس لطف سے فرسنگ خرابات
بجتی ہے عجب لے سے سرنے و چنگ خرابات

یا ساقی کوثر یہی چندا کی دعا ہے
یہ دور رہے اون سے جو ہے تنگ خرابات

ہوا صرف ہو کر عشق مین میری جوانی ہی عبث
جان فشانی پر میری گو رحم آیا بعد عمر
آہ و نالہ پر مرے کیا داد دی ہے مہربان
غیر سے ہوتا ہے کیون تو مختلط ہر بزم مین

گر نہووے تو بغل مین زندگانی ہی عبث
گر نہو دل سے بظاہر مہربانی ہی عبث
وائے قسمت سنکے بولے قصہ خوانی ہی عبث
گر یہی صورت ہے میری جانفشانی ہی عبث

بخشتا ہے ہر گدا کو تو دو عالم یا علی
در پہ کب چندا کو تیرے پاسبانی ہی عبث

یکایک ہم سے تو ہمدل ہوا ہی اسکا کیا عبث
گر دل اپنا دے غیرون کو ہمیں پروا کیا عبث

نہ تھا گل کو سے یا غنچہ دہن سے کام گلشن میں
خرابہ جان و دل کا کسلئے یہاں تھی صبا باعث

جفا کرتے ہیں تجھکو بے مدد گریہ کیا حق نے
وے ہولی ہو مرا کدم میری تجھکو وفا باعث

نہیں ہے کچھ مرا نقصان گو غیروں سے ملتے ہیں
نہیں ملتے ہو مجھ سے کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

ہمیں آل احمد ہے یقین چندا کو محشر میں
کہ ہو دیں جرم بخشی کو علی مرتضی باعث

دل میں میرے پھر خیال آتا ہے آج
کوئی دلبر بے مثال آتا ہے آج

کیوں نہ ہو بیہوش اوٹھ الفت سے اب
ہے نداء صاحب جمال آتا ہے آج

سنگ رہ ہوں ایک ٹھوکر کے لئے
لے وہ دامن سنبھال آتا ہے آج

مشتری و زہرہ باہم سعد ہیں
اسلئے ابرو ہلال آتا ہے آج

ہم سوا چندا کے دل میں یا علی
کس کی عظمت کا جلال آتا ہے آج

لطف ہے گر تو بلاوے اپنے میخانہ کے بیچ
سب ہوس پوری ہوا ہی ایک پیمانہ کے بیچ

کب مٹا ہیں اشک داغ دل کو کر دو لا علاج
اب ہرا ہی دل عاشق کی گل کھانے کے بیچ

بے تکلف ہے مرا آئینہ رو تیرے سوا
بار ہو کسکو میرے دل کے پیچانے کے بیچ

عیش میں حیلہ جو ایسے ہے نظر تالیف پہ
ہووے کس تا کین میری اپنے بہلانے کے بیچ

یا علی چندا کو ہے یہہ مدعا اللہ سے
عیش ہووے روز و شب میرے سیہ خانے کے بیچ

آلا یا لا نہ بتانے میں ہر بات کے بیچ
وعدہ کا کب ہے تحمل دل بیتاب کے بیچ

کیمیا کیلئے ناحق نہ ہوس ہو خراب
جو چمک عشق میں ہے کب ہے وہ سیماب کے بیچ

عشق کی موج رکھے ہے کئی دریکبار
دل نادان نہ پڑھ دیکھ گرداب کے بیچ

ماہر موج کو میاں غرق جو اس سر ہو کر
سیر دریا کا کرے تشنہ لب آب کے بیچ

دل سے آنکھوں سے یہ حیدرا کا جانب مولا
سر سے پا تک ہے مقصر سبھی آداب کے بیچ

مرغ دل پھنس گیا ہے زلف سیہ فام کے بیچ
مہ مرے ہین سبھی سرشار مین ساقی دے مجھے
کیسے بیچ ہے کیا وصل کا وعدہ ظالم

کوئی صورت ہے رہائی کی نہ اس دام کے بیچ
تیرے پینے سے جو باقی ہو لش جام کے بیچ
تجھکو مین صبح و مسا دیکھتا ہون کام کے بیچ

یا علی تم سے ہے حیدرا کو یہ امید قوی
دین و دنیا مین رہے لطف سے آرام کے بیچ

ہے عاشقی مین زعم ہر اک کو وفا کے بیچ
کھنچائی آہ بو نے مجھے زلف یار کی
ہو رو سیا سوائے نہین ذرہ تجھکو رحم
رقیب سے ہی نظریں کرے ہے تو یار پر

ثابت قدم ہو کم کوئی تیرے جفا کے بیچ
یہ اندنون غبار ہے میرے صبا کے بیچ
یہ میرا صبر دیکھیہ ہون تیری رضا کے بیچ
دیکھا نہ اب لطف کسی آشنا کے بیچ

یہی مراد و مقصد و مطلب ہے یا علی
حیدرا یہ لطف در حرم ہو ہر دو سرا کے بیچ

حق نے وہ صحیفۂ امکان یہ کیا یار کی طرح
رہتے ہین درپئے ایذا وہ ہر اک وقت مرے
زہد و تقوی ہوے رخصت کہ مین بیہوش ہوا
کیون طبیب اب نہین کرتا ہے علاج دل ریش

جس نے دیکھا سو ہوا صورت دیوار کی طرح
دل مین ساکن ہین ہمارے وہ ستمگار کی طرح
کچہ جو آنکھون مین یہ طرح وہ میخوار کی طرح
کیا خوش آئی ہے ترے جی مین بیمار کی طرح

ہووے حیدرا بھی وہ روضہ کے تصدق یا شاہ
روز و شب شمس و قمر جیسے ہین زوار کی طرح

آج کرتا ہے لباس اپنا بت گلفام سرخ
ہر سحر لازم ہے عشق مین او سن ترک کے

ہے دوگانہ شکر کا عاشق کا ہوا انجام سرخ
ہو سیاہ خون ناحق سے نکوئی شام سرخ

شاخ گل مین کب ادا ہے وہ چمن کی ساقیا
خوشنما جیسا ہے تیرے ہاتھ مین یہ جام سرخ

مرغ دل اپنا بھی نازک اسقدر ہے کب پھنسے
جب تلک ہووے رگ گلشن نہ بلبل دام سرخ

یا علی حیدر کا ہووے صفحۂ دنیا پہ نقش
جس قدر شاہون کا قایم ہے نگین پر نام سرخ

ہمین ملتا نہ پل بھر خدا رخ
دکھا ٹک بے وفا جادو ادا رخ

کیا جلوہ مین حیران اک عالم
فقط میرا نہین یہ دل ربا رخ

نہ پوچھو انتہا کی کوئی اوسکے
خدائی کا ہوا جو ابتدا رخ

اگر گلرو ہمین ملتا ہے کھل کر
بھلا تو مت چھپا مجھسے صبا رخ

غرض حیدر کو ہے کیا شش جہت سے
دکھا دے اب نجف کا مرتضی رخ

جھپیر نہ کیون رہے تری ترچھی نگاہ شوخ
اورون کب کیا ہے بھلا تو نباہ شوخ

کب بوالہوس کو عشق مین منزل ہو جسم کی
ہے جادۂ نگاہ سے آہو کی راہ شوخ

دونون طرح مین یاد اوسے دلبری کے ڈھب
محبوب ہے ہم خواہ رہے یار خواہ شوخ

کسری سے لیکے آج تلک چشم دہر مین
دیکھا نہ تجھسا اور کوئی اہل جاہ شوخ

گردن فراز کیون نہو حیدر کی یا علی
ہے سر پہ اوسکے لطف کی تیرے کلاہ شوخ

سہو ہے جناب مین اتنک شیخ کے ہم گستاخ
خدا کے واسطے ہم سے نہو صنم گستاخ

چھپایا راز محبت کو دل مین پر ہیہات
کرے ہے نام ہمارا یہ چشم نم گستاخ

جو آوے جبین سو کہلے مین بعون وہ پیارے
رہون ہزار حضوری مین پر ہون کم گستاخ

گلا گلے سے لگا لے تو التفات نہین
کہے ہے نسیہ مجھے کیون تو دمبدم گستاخ

یہی امید ہے حیدر کو خوبرویون مین

رہے ہمیشہ ترا یا علیؑ کرم گستاخ

ترے کوچے سے جب آتی ہوئی دیکھا صبا بیخود — گرا جا کر وہیں قدموں پہ اوسکے سر جھکا بیخود
مجھے محروم رکھو ہرگز نہ اپنے لطف سے پیارے — ازل سے ہیں ترے جان و دل تیرا مبتلا بیخود
تصدق نام پر تیرے کیے وہ مہر بھی لیکن — کسی نے عشق میں تیرے نہیں ایسا سنا بیخود
کیا تھا وہ قدم رنجہ کسی دن باغ میں اک شب — ہم گل سرنگوں ہیں سرو بھی تعظیم کر رہا بیخود

مجھے وہ خسروی دو جہاں میں اپنی بخشش سے
سدا مولا سے چندا مانگتی ہے یہ دعا بیخود

کچھ دن کرے صیاد کو اللہ جو میرا صید — کر دوں میں ابھی دام سے یکدم میں رہا صید
اب مژدہ بہار آنے کا سنتے ہی قفس میں — تڑپا ہے کہ کچھ بال و پر اپنے نہ رکھا صید
کیا دام میں گیسو کے پھنسا ہے دل دانا — یوں مفت گرفتار اجل آ کے ہوا صید
دیکھے سے سوا تیرے نہ پھر آنکھ کسی کو — اس آہوے دل کو مرے تو نے کیا صید

تم سے یہ توقع مرے مولا ہے جہان میں
چندا کرے اعدا کے تئیں اپنے سدا صید

اگر ہو کچھ بھی مری آہ کارگر صیاد — رہے نہ دل میں ترے ظلم کا اثر صیاد
میں اپنے آپ ہی سے دام میں پھنسا لیکن — تری کمان تھی مرے صید پر نظر صیاد
ازل سے مرغ دل اپنا ہوا ہے صید ترا — کبھی تو بھولے سے کر اس طرف گذر صیاد
تڑپ کے جان تو یوں دے رہا ہے تیرا صید — جئے گا اور کوئی دم جو لے خبر صیاد

یہ مدعا ہے مرا تم سے یا علیؑ ہو قبول
عدو کی شام ہو چندا کی ہو سحر صیاد

کریگا جو گلی میں اوسکے تو اپنا گذر قاصد — سوائے آہ کے کچھو نہ میرا حال سن قاصد
لکھا اوسکے لئے خون جگر سے نامہ رنگیں — کہ تا دلبر کے دل میں جسم سے کچھ ہووے اثر قاصد

کہاں یاد ہین مقصد دل کی کراما کاتبین حق ہے — رسائی غیر کی کب ہو جہانتک نظر قاصد
جو پوچھے ہجر کی حالت مری وہ بیوفا ہنسکر — تصدق ہو کے کہہ یا آہ سر ریز چشم تر قاصد

برائے مدعا چند اکا یا شاہ نجف جلدی
کہے کرنا عرض حشمت آستان پر سر کو دھر قاصد

تبا دیگا ہمارے دل کا جو کوئی عیان مقصد — کرین ہم اوس سے اسرار حقیقی کا بھی بیان مقصد
کبھی اے غنچہ لب چشم نرگس اسطرف بھی تو — نظر کیجیو کہ تا ہو وسے بہار گلستان مقصد
جو ہو روبرو اوسکے مری تصویر بھی نشاید — لب خاموش سے اپنے کرے کل بکھیان مقصد
اوٹھایا کب کوئی پیر فلک سے فائدہ اتنک — وہی دے داد بھی الفت کی جو ہو جوان مقصد

ازل سے یا علی مرتضی تجھپر فدا ہون مین
ہر اک سجدہ سے چند اکو ہے تیرا آستان مقصد

گرچہ گل کی سیج ہو تسپر بھی اوڑجاتی ہے نیند — سر رکھون قدمون پہ جبتک تجھے آتی ہے نیند
دیکھ سکتا ہی نہین آنکھون سے تک آنکھین ملا — منتظر ہے مثل نرگس تیرے سرہانے ہے نیند
جب سے بیمژگان ہو در پر تیرے جاروب کش — روبرو جب سے مری آنکھون کے ٹل جاتی ہے نیند
دھیان مین گلدستے کے مین آتا نہین رفتار گر — لے صبا سے گاہ بوسے یار بہلاتی ہے نیند

اشک تواتر سے چند اکے چشم خلق سے
قرۃ العین علی کے غم مین بہ جاتی ہے نیند

گر لکھون چشم کی شوخی ہو بیرافشان کاغذ — وصف مین رخ کے ترے ہووے گلستان کاغذ
درد دل گر کبھی تحریر کرون حرف بحرف — سیل مین اشک کے کشتی طوفان کاغذ
گر تجھے میری ہے خواہش تو ملو لگا اسشرط — تو لکھے راست کہ دیتا ہون مین پیمان کاغذ
نامہ بر ہوئے تری راہ مین ملتبس بخیہ چشم — دلوے جس طرح سے ہدہد کو سلیمان کاغذ

یا علی خط کنیزی ہے جو چند اسنے لکھا

ہو وے زوار نجف سے یہہ نمایاں کاغذ

روک کو یہہ نگہ بد کے ہے قاتل تعویذ
اسطرح یار کا نامہ ہے برابر دل کے
شرف میں اب خون جگر سے کر نقش
جیسے الماس نگہ خار یہہ لگن میں سجا

اپنے بازو میں تو رکھ کر کے مراد دل تعویذ
کام آوے یہہ کسیدن دم مشکل تعویذ
لکھ کر دیتا ہوں جو لیتا ہے حامل تعویذ
دیکھے ہے یار کے سر پر سبھی محفل تعویذ

مجھکو خواہش نہین حیدر آ جبر یا ہے سے
دل پہ ہے حب علیؑ کا مرے کامل تعویذ

آئینہ سکندر کا نہین دل کے برابر
سو بار سنا ہے بھی جمشید کا ہم نے
پرویز کو نسبت نہین فرہاد سے شیرین
لب طوطی تصویر ہوا طوطی گویا

ظالم نہ سمجھنا کہ ہے بسمل کے برابر
لیکن نہین دیکھا تری محفل کے برابر
ناقص نہین ہوتا کبھی کامل کے برابر
جاہل کو نہ اعزاز ہو کامل کے برابر

ہان بندگی شاہ نجف خوب ہے حیدر آ
ہے شاہ کوئی اوس شہ عادل کے برابر

کہہ رہے ہیں باغبان گلشن میں آتی ہے بہار
یہہ کہان طاقت تیرے رخ کے برابر ہو سکے
کون ہے گم گشتہ اب دیوانہ مجہسا فصل مین
غنچہ لب ہے چشم عالم مثل نرگس ہر طرف

دیکھئے کس رنگ تازہ لاتی ہے بہار
گرچہ کہنے کو صدا جوبن دکہاتی ہے بہار
کھوج کو جیسے چراغ گل لے آتی ہے بہار
دیکھین کسکا اب چمن مین دل جلاتی ہے بہار

مثل بلبل جو اوسے دیکھے غزلخوان کیون نہ ہو
یا علی حیدر ترے گلشن سے پاتی ہے بہار

گرچہ قد ہو تیرے ظاہر میں ہین سر چند دو دار
رنگ و بو پر وار میں کیون گلون سے عندلیب

جان و دل سے ہون تصدق مین اگر تیرے حضور
کیا کسی خانہ برانداز چمن کا ہے ظہور

یاد میں کس کی تڑپتا برق تجلی سے ہوں میں
جس لئے کی تحقیق ہر دم چشم دل سے یار کی

اشک سے میرے گھٹا ہے سخت باران کا دور
مرد حق ہیں اس جہاں میں وہی صاحب شعور

سرو ہرگز نہ پہنچا حیدرا کسی سے دہر میں
یہ جناب مرتضیٰ کی ہے کنیزی کا غرور

عنبرین خط سے مرے خورشید مت ہونا دوچار
ہے صراحی غنچہ ساغر گل ہے صحن باغ میں
گرچہ عالیقدر ہے وہ بیٹیاں اس دہر میں
گلبدن غنچہ دہن وہ سرو قد یک بار بھی

خال سے تیرے خجل ہے نافہ مشک تتار
لا یہ ساقی ہو بہ ہو مست ہو وے ابر نو بہار
ہے خدا آغوش میں لا دے ہمارا یکبار
خوش خرام آوے ادھر کو جی کروں اپنا نثار

کیوں نہ ہو تسخیر کشور مالک سیف و قلم
ہے مدد کو دہر میں حیدرا کے شاہ ذوالفقار

ساقی دے مجھکو جام مے ارغوان بھر
خالی متاع حسن سے ہوں چشم منتظر
جی تو تڑپ چلا ہے یہ بیچا ہوں دوستو
شاہ و گدا تو دنگ ہوئے رقص پر ترے

ہر تن میں مردہ دل مرا تو اسکا ہے جان بھر
او معنی ہی میں آئینے یوں دو کان بھر
ملنے کا اوسکے مژدہ ابھی دے جو کان بھر
عاشق ہے ہیجان نئی لئے سے تان بھر

حیدرا کو یہ امید ہے یا مرتضیٰ علی
صدقے میں دے حسین کے موتی سے خوان بھر

ہے کہاں غیروں کو تیری دلربائی کی خبر
کعبۂ دل توڑ کر کرتے نہ ہم تجانہ اب
واہ کیا قسمت ہے میری جانفشانی پر سمجھے
بال و پر ہم نے نکالے آشیاں سے دام میں

جب سے سنتا ہوں ہے تیری خودنمائی کی خبر
ہوتی گر ہم کو صنم کے بیوفائی کی خبر
دی رقیب روسیہ نے نارسائی کی خبر
ہمصفیر و پر پہنیں اب تک رہائی کی خبر

حضرت آدم سے حیدرا حشر تک مشہور ہے

بس جناب مرتضیٰ کے رہنمائی کی خبر

حب ہوا صحن چمن میں خسرو گل کا گذار
سنکے یہہ آواز خوشی قمری نے کہا مجھسے کہ او
الغرض ہو چکا ہے اور جشن فیروزی فلک
وہ نتیجہ ہے کہ جو خسرو کا جس کے روبرو

تمند لیبون فتنہ گئے سہرے کے جو ہوا اظہار
چل بسنتی پوشش ہو کر تو بھی اب دیکھیں بہار
مسند آرا اس جگہہ دیکھا امیر نامدار
رعب سے نام سخاوت کے نہ حاتم نے سنا

مدعا حیدر اکا سنے یہہ اب ارسطو یاد ہے
فیل و زر بخشش تو کی جاگیر کا بھی ہو شمار

کب ہے طریق عشق میں رہبر کا غم ہنوز
انکار تجھکو قتل سے میرے ہی تھا مگر
غیروں کو چشم رحم سے دیکھے ہے بزم میں
کیا کیا رکھا تھا چشم توقع نہ یار سے

ہے چشم رہنما مجھے نقش قدم ہنوز
شکر خدا حنا کا رہا خون جسم ہنوز
آہو تراد کو ہے فقط مجھ سے رم ہنوز
اتنک ہوا نہ راست وہ ابرو کا خم ہنوز

حیدر کو حب آل عبا جوش پر ہے یوں
ہو جسقدر زیادہ وہ سمجھے ہے کم ہنوز

نہیں کنج قفس میں رنج کچھ صیاد سے ہرگز
کیا اوسکے لئے ہوں ضبط آہ و نالہ فرقت میں
کریں چاک قفس انسان طوطے فصل میں گل کے
بنایا یار کی صورت کو وہ نقاش قدرت نے

نہ بھولے اتنا وہ ظالم برائی یاد سے ہرگز
نہ وہ شکوہ کرے ظاہر مری فریاد سے ہرگز
بتا دو مت اسیروں کو خبر آزاد سے ہرگز
کھچے نقشہ نہ ایسا مانی و بہزاد سے ہرگز

توقع ہے یہی حیدر کو ہمدم دین و دنیا میں
معین ہو گی یا مولا تجھے امداد سے ہرگز

بچ کے اس طرح سے نکلا وہ طرحدار کہ بس
کوہکن پر بھی کیا جور مگر شیریں نے

جان و دل ہو ہی گیا دیکھ کے گرفتار کہ بس
تو نے اس طرح کیا ہے مجھے بیزار کہ بس

ہاں روز و خواب میں بھی کبھی نظر آیا مجھکو
شب شمار ہی مین ہاں یون دل بیدار کہ بس

ہین جفا کار دل آزار ہزارون لیکن
چشم عالم نے نہ دیکھا یہ ستمگار کہ بس

کیجیے حسرت کا اب کچھہ جا صبر و ثنا ہے تعریف
ہین مددگار مرے یون حیدر کرار کہ بس

ملا یا گر تو اوسکے انکھڑیون سے آنکھہ کم نرگس
نکریون دیدۂ دو دانستہ اپنے پر ستم نرگس

مقابل جب ہوا جاتا ہے اوسکے چشم شہلا کے
ہنسین رکھتی ہے آنکھون مین اگرچہ اپنے کم نرگس

نظارہ کو وہ گلگشت سرگین آنکھون سے آتا ہے
نظر آتا نہین رشک چمن کا کچھہ بجز نرگس

ہوا ہے جب سے وہ رشک چمن ایجاد عالم مین
کیا چاک گریبان گل نے ہے قلم نرگس

یہ دو آنکھین تو کیا ہون چار حیدر کو خواہش ہے
جناب مرتضیٰ مین ہو بنے سر تا قدم نرگس

کسی کو تیغ جسم کی کسی کو جام کی خواہش
مجھے ہے آستان بوسی سے صبح و شام کی خواہش

کیا ہے دیر جیلے ہی قدم مین کعبۂ دل کو
خدا جانے کہ کیا کرتی ہے اب اصنام کی خواہش

خراش سینہ ہو لیکن نگین کی طرح دنیا مین
نہ روشن روسیاہی کے سوا ہو نام کی خواہش

سوائے بندگی رب نجف کچھہ مطلب دل ہے
غرض اکرام سے مجھکو نہ ہے انعام کی خواہش

کوئی طالب کسی شئے کا ہو لیکن دلکو حیدر کے
جناب مرتضیٰ سے ہے سدا آرام کی خواہش۔

بلبل کو ہو بہار مین گلزار کی تلاش
لیکن مجھے سدا ہے مرے یار کی تلاش

ٹکڑے دل و جگر کو کیا جس نے بارہا
ہے مجھکو اب تلک اوسی خونخوار کی تلاش

کب تا قدم گل ہے وادی الفت مین اسلئے
ہے پائے رہروان کو سر خار کی تلاش

دیتا ہے پیچ و تاب مجھے دل ریشہ ہین
کس موکمر کے زلف کی ہے تار کی تلاش

گنج کرم سے بخشئے مولا کچھہ اس قدر

## چندا کو ہو نہ پھر کسی زردار کی تلاش

دور شراب سرخ سے ہیں صبح و شام رقص
دیکھے کبھی تو یار یہ مجلس تمام رقص

حق نے کیا ہے یار کو بس میرے بے نظیر
جس جائے دیکھتا ہوں نظر میں ہے عام رقص

تسخیر وحش و طیر تو کیا خاص و عام تک
رکھتا ہے سب کے حق میں ترا حکم دام رقص

گر چھوڑ بزم غیر کو آجائے یہاں ملک
دکھلا دوں تجھکو ایسا ہی جسکا ہے نام رقص

دونوں جہاں میں کیوں نہ کرے فخر یا علی
چندا کو تیرے در کا ملے ہے مدام رقص

سوا تیرے نہیں رکھتا کسی سے مدعا مخلص
جو تو سمجھے نہ سمجھے ہے ترا جان فدا مخلص

غرور اب جانفشانی کا ہے مجھکو غیر کی لیکن
نہ دیکھے گا جہاں میں ہم سا کوئی باوفا مخلص

سمجھے منظور ہے ہر آن میں خاطر رقیبوں کی
بلا کو ہے غرض تیری رہے خوش یا خفا مخلص

ہوں لیے والہ و شیدا ادا و ناز کا کشتہ
جلاؤ یا کہ مارو ہوں قدیمی آپ کا مخلص

جناب پاک سے تیرے ہی چندا کو مطلب ہے
سمجھ اپنے موالی کا مجھے مشکل کشا مخلص

نشاط سے مطلب نہیں اوسکو نہ عنبر سے غرض
ہے جسے صبح و مسا گیسوئے دلبر سے غرض

بزم میں تیری جیا چاہیے جو عیش سے
پر نہیں یاں بس ہے اپنے دیدۂ تر سے غرض

ہے عجب اس بزم میں وہ ہووے گرم گفتگو
شمع کے مانند جسکو تا ہے سر سے غرض

دولت و دنیا ملے لیکن پری رخسار کے
ہے تصور میں عشاق کے گنج گوہر سے غرض

جسکو تو چاہے اوسے سب چاہیں چندا کو سدا
ظاہر و باطن میں ہے مولا کے مظہر سے غرض

رکھتے ہیں میرے اشک کے یہ دیدۂ تر فیض
دامن میں لیا اپنے ہے دریا نے گہر فیض

تو کیا عجب ہے کرے مجھکو کرم سے
رکھتی ہے دو عالم پہ نگاہ ایک نظر فیض

اک جام پہ قسمت سے ہے یہان رتبہ جم کو — کیونکی نگہ مست سے رکھتی ہے جمر فیض
محروم نہین کوئی ترے خوان کرم سے — ہے مہر خدائی کا ہی سب تجھ پہ مگر فیض

چمپندا رہے پرتو سے ترے یا علی روشن
خورشید کو ہے در سے ترے شام و سحر فیض

جب سے ہے دلکو مرے اوس ستم ایجاد سے ربط — تب سے رہتا ہے سدا نالہ و فریاد سے ربط
خار انکھون مین ترے ہم ہی رہے رشک چمن — بلبل و گل سے ہے قمری و شمشاد سے ربط
متحد عاشق و معشوق ہین باطن مین بہم — ظاہر اگرچہ نہ تھا شیرین کو فرہاد سے ربط
حال دل عرض کرون دل مین تھا اوسکے آگے — مرگ نے دی نہین مہلت جو ہو جلاد سے ربط

ہو سکے کب جو اوٹھا دے وہ کسی کی منت
بس ہے چمپندا کو علی تیرے ہی امداد سے ربط

کر دل نگاہ ناوک مژگان کی احتیاط — لازم ہے میزبان کو مہمان کی احتیاط
غیرت نے میری چشم سے آنسو کو رہ نہ دیا — ہوتی ہے پاسبان کو زندان کی احتیاط
واشد کہان غنچہ خاطر رقیب سے — گلچین سے ہو سکے نہ گلستان کی احتیاط
دیکھا ہے جب سے اوس بت کافر کو ہے یہ حال — کرنی پڑی ہے شیخ کو ایمان کی احتیاط

ہے گلشن نجف مین ترے اے شہ یا علی
چمپندا ہی عندلیب غزلخوان کی احتیاط

تجھے ہے آئینہ رو میری گر صفا ملحوظ — تو رکھ غبار دل آشنا سدا ملحوظ
جو اختلاط تو غیرون سے روز کرتا ہے — مگر ہے صبح و مسا مجھ پہ کچھ جفا ملحوظ
اگرچہ جان سے اپنے ہون سطرح حاضر — کرون مین کیا ترے دل مین نہین وفا ملحوظ
جھکا کے بزم مین پروانے سوزبان سے شمع — جلے ہے تجھ پہ ہوا کچھ نہ مدعا ملحوظ

کچھ بجا ہے مخبر چمپندا اسد اکیسری مین

خدا کرے کہ رکھے تجھ کو مرتضیٰ محفوظ

رہے رقیب کے ہاتھ سے وہ سیمبر محفوظ
ہوا نہ آہ کا اپنے کبھی اثر محفوظ

وہ اپنی چشم کرم سے نہ رکھے کہ اے ظالم
کرے ہے دلکو مرے تیری یک نظر محفوظ

ہزار بار بہ ہوس ہے نہ بات کی مجھکو
رکھے جو ایک ہی آہ میں لب شکر محفوظ

ہمیشہ ایک خدائی کا ہم دکھاتے ہیں
تو کبھی بندہ نوازی سے ہوئے ہو گر محفوظ

یہی دعا ہے کہ چندا کا دل علی ولی
ترے کرم سے رہے شام اور سحر محفوظ

جب مقابل شعلہ رو کے بزم میں آتی ہے شمع
مثل پروانے کے بیتاب جل جاتی ہے شمع

حسن کی شہرت کو تیری سن کے اے خورشید رو
کھنے سے باد صبا کے سخت شرماتی ہے شمع

چشم تر اور جان لب ہے ماہ رو کے عشق میں
دیکھیے وقت سحر اب جان سے جاتی ہے شمع

دل مشتعل ہیں ان زلفوں کو پیارے رات کو
دیکھ کر مار سیہ کو جی سے گھبراتی ہے شمع

چاہیے کونین میں دست حمایت یا علی
ساتھ چندا اپنے لے ایمان کی آتی ہے شمع

ملنے سے مجھکو طبیب اب تو نکر یار کے منع
سنتے ہیں حق میں یہ پرہیز ہے بیمار کے منع

خوبی ناز سراپا ہے عجب شئی زاہد
کیوں تو اٹکھیلی کو کرتا ہے طرحدار کے منع

شے جزا اوسکو خدا حشر کی فصل گل میں
جو کرے ذبح کو اس صید گرفتار کے منع

لب یک عمر کے ساقی نے الست مجھکو دی
مت تو لینے سے کر اب ساغر سرشار کے منع

آرزو ہے یہی چندا کو محبت مولا
دیکھنے سے نکرے تا کسی زوار کے منع

کرتا ہے مجھکو دکھلا کے کیوں جستجوئے تیغ
سہرا مرا جا لگے اب آب جوئے تیغ

زخم جگر کی اوس سے نہ رکھے چشم التیام
سینہ زبان پہ جسکے ہے الحق گفتگوئے تیغ

کل روز گا سر صف عشاق میں ترے — قد مونیہ سے کھینچ تھا کوئی روبرو سے تیغ
ہووے ابھی تڑپ سے رہا بسملوں کا جی — بازدگر نگا لے جو تو آرزو سے تیغ

چندا کے خیرخواہ کو عزت ہو یا علی
اوس کا نشاں دار ہے سر بدخواہ سو گئے تیغ

کھینچے ہے جس پہ تیغ کو تو گھات کی طرف — لائے وہ نذر سر کو ترے ہاتھ کی طرف
کیا تجھ سے سوز دل کہوں اپنا بر نگ شمع — کہتا ہے دیکھ دیکھ کے دل رات کی طرف
باطن میں دلکو گو کہ جلایا ہے تو نے آہ — ظاہر کی تو نظر ہو مدارات کی طرف
مجھکو بہار باغ سے کیا کام عندلیب — دل ہے وہ گلبدن کے ملاقات کی طرف

بے شک و ریب یا علی ہر ایک جان سے
چندا کو بس ہے تیرے عنایات کی طرف

کیوں نہو دل اندلوں میں بلبل زار نجف — ہے مری مد نظر میں صحن گلزار نجف
دولت کونین ہو جائے فراہم آن میں — باریابی ہو مجھے جدم بدربار نجف
اوس موالی کو ہو پھر خواہش باغ بہشت — جان و دل سے جو کوئی ہووے طلبگار نجف
خلق کی ہے کاربرآری اوسکی ذات سے — کون ہے وہ جو نہیں محتاج سرکار نجف

گو سراپا تو ہے غرق بحر عصیاں خوف سے
بس حمایت کو تری چندا ہے سالار نجف

ہر رنگ سے ہزار جھلک گو دکھلائے برق — چشمک کا لطف ابر کے ہرگز نہ پائے برق
باہر جو نکلے برقع سے وہ روئے آتشیں — چادر میں ابر کے وہیں منہ کو چھپائے برق
گرمی نہیں ہے آنکھ لڑانے میں کچھ حظ — چتون بھی اوس بھبوکے کی ہے آشنائے برق
چشم پر آب و آہ شرربار سے ہے کام — خواہش نہ ابر کی ہے مجھے نے ہوائے برق

گرمی وہ ہووے حسن میں چندا کے یا علی

جلوہ کو اوسکے دیکھ کے بس لوٹ جائے برق

سال گذرے ہیں کہ در پردہ ہے ماہ معشوق
ڈھونڈھتے ہے کونسی آنکھوں سے نگاہ معشوق

ترک کب ہوتا ہے تمنا کہ سدا رستے ہیں
غمزہ و ناز و ادا عشوہ سراپا معشوق

آہ پرزور نے کھولی نہ گرہ طالع کی
مجھسے دل تنگ ہو ملتا ہے جو شاہ معشوق

دیکھیے تو وہ ستمگر سے دکھاوے اللہ
اے گرز جان سے روکا ہوں میں راہ معشوق

کب تجھ وفا سے ہے حیدا تری اے شاہ نجف
پرورش تجھسے ہے عاشق کی تباہ معشوق

وہ یوں دستار پر اپنے ہے طفل تند خو عاشق
کہ ہو سکتا نہیں تیرا آئینہ کے روبرو عاشق

مری نازک مزاجی کی نہیں رکھتا خبر ہرگز
وہ سنگین دل نہیں ممکن کہ سکتا ہو کبھو عاشق

خوشی خوبوں کی ہے عاشق کی رسوائی میں کچھ ورنہ
کرے تار نظر سے خاک کو دل کے رفو عاشق

ہوں کیوں بلبل رضوان جنت تیرے شیدائی
کہ تجھ پر ہے مرے گلرو ترا ہی رنگ و بو عاشق

نفو سو جان سے تجھپر تصدق یا علی کیونکر
بدل ہے نام پر حیدا ترے سب لے گفتگو عاشق

تجھ بغیر آنکھوں میں میری شب ہوا یوں جو اب ق
ڈرسے بادل نے لیا پہلو میں اپنے داب ق

سر ہی ہرگز سمجھ مت دل جلوں کی اپنے آہ
جسکی گرمی سے سدا اٹھا لیے ہے بر خود آب ق

ہجر کے غم کی گھٹا دل پر مرے یوں دیکھ کر
آنکھ سے اپنے سدا لگائے خون ناب ق

ایک ہی شعلے میں بس جائے پانی ہو پگھل
عشق کی آتش لگے گر ہمسر ہو سیخ و شتاب ق

گرم رو ہے یہ دل حیدا نجف کو یا علی
جسکی حسرت سے پھرے ہے چرخ پر بیتاب برق

آیا نہیں ہے خواب میں بھی یار اب تلک
میں منتظر ہے دیدۂ بیدار اب تلک

بتکدہ میں مست ہیں ہر ایک تجھ سوا
دیکھا نہ ایسے دور میں ہشیار اب تلک

شربت کبھی اپنے وصل کی گر ایک دم — ہم جان بلب ہے تشنۂ دیدار اب تلک
دیکھا رقیب ساتھ تہا گلرد کے تب سے آہ — کھٹکے ہے دل مین جون ہی سر خار اب تلک

بولینگے لوگ ساقی کوثر سے حشر مین
چندا ہی ولا سے ہے سرشار اب تلک

ہمرہ تھا رات طالع بیدار یہان تلک — آیا تھا اپنے گھر سے مرا یار یہان تلک
کیا اوٹھ سکے سوائے عصا کے زمین سے — نرگس ہے تیری چشم کی بیمار یہان تلک
ٹکڑے ہے دل و جگر تو کہا پہ بھی ہے غرض — پھر آئے وہ کبھی تو ستمگار یہان تلک
شبنم سے کچھ غرض نہین چشم امید کو — ہے تازہ میرے اشک سے گلزار یہان تلک

چندا دماغ جائے فلک پر نہ سے نام
دل میرا ہے علیؑ کا طلبگار یہان تلک

ساغر سے کسکے چشم کے پیکر شراب دل — پھرتا ہے بیخودانہ ساست و خراب دل
تیرے نگاہ گرم سے ساقی عجب نہین ہے کچھ — اوس شعلہ رو سے جل کے ہوا ہے کباب دل
سر کو مین اپنے نذر کیا بات کے لئے — اسیر بھی تیرا مجھ سے نہین ہے بے حجاب دل
بکھری ہے جب سے آنکھہ مری تیری رخ پر آہ — تڑپے ہے جان اور ہے پر اضطراب دل

چندا کی ہے یہ عرض کہ دونون جہان مین
اپنے طرف ہی رکھیو مرا بوتراب دل

تیری تو عندلیب غرض ہے بہار گل — تو دیکھ میرے یار کو کب ہو دو چار گل
دیکھا چمن مین واسطے بلبل کے جا بجا — ہرگز نہین رقیب سوا کوئے خار گل
اوس غنچہ لب کے یاد مین اشک گہر مرے — شبنم کیطرح ہوتے مین ہر دم نثار گل
آنکھون مین عندلیب کے نوشتر ہے ہر کلی — نقش پا کے سامنے ہے افتخار گل

چندا نہو وے کیون ترے قربان یا علیؑ

نوجوان عندلیب ہے تو اعتبار گل

ہو تری عمر خضر ماہ جمال
رشتہ تار دم مسیحا ہو
پنجتن تجھ پہ ہوں کرم گستر
شش جہت میں ہے شہرہ شہنشہ

یوں ہی تیری گرہ ہو سال بسال
ہو مبارک تجھے یہ فرخ فال
اور اللہ کا ہے افضال
کہاں قائم ہیں ایسے تیرے اقبال

عرض سرکار مرتضیٰ میں یہ ہے
پاسے دو نوجوان کا چندا بالا

رکھتے ہیں توقع یہ ترے غیر سے کم ہم
پرواز کی امید ہے گو مرغ قفس کو
جوں شمع تری یک نگہ گرم سے ظالم
حیران سلطنت کے کی ہے ساقی کے پرا

رکھتے ہیں ترے ہجر میں دوری یہ چشم کرم ہم
ہرگز نہ چھٹیں پائے ترے دام سے رم ہم
رہتے ہیں جہاں عمر سے با دیدۂ نم ہم
پینے سے ترے جام الفت کے ہوئے جم ہم

معروضہ یہ چندا کا ہے اب شاہ نجف سے
دیکھیں نہ کبھی گردش افلاک سے غم ہم

چمن سے کیوں اڑی ہی ان آہ دل کو دیکھ کر شبنم
اگر بلبل ترے معشوق کی عاشق نہیں ہے وہ
نہ ہم کو چین گلچیں سے نہ تجھ کو گل سے راحت ہے
ہماری آہ کی تاثیر پنہاں ہووے گلشن سے

کہ ہم بھی اشکباری میں ہیں ہمتا تیرے اے شبنم
گذر پھر کس لئے کرتی ہے گل پر سحر گہ شبنم
محبت سے ہی ہم تیرے ہیں تو بھی در گذر شبنم
اڑا دے ہے رنگ گل کے لگا کر بالم پر شبنم

تصدق جان و دل سے دین سے ایمان سے اپنے
ہے چندا اپنے مولا کی تو ہو خورشید پر شبنم

عشق میں ننگ سے مطلب ہے نہ ہے نام سے کام
جب سے زلفوں میں ترے یار گرفتار ہوا

کچھ کہے کوئی اسد اپنے ہمیں کام سے کام
طائر دل کو ترے [illegible] دام سے کام

مینچو عارض و لب کا جسے چسکا ہوا وسے
پھر زلیخا نے سنی یوسف مصری کی نہ بات

پھر کبھو کیونکہ رہے شیشہ اور جام سے کام
نازنین اسکو پڑا تیرے جو دشنام سے کام

رکھے چندا نہ کبھی قیصر و خاقان سے غرض
کیونکہ اوسکو شہ مردان کے ہے انجام سے کام

بازآتے ہی نہین قاتل خونخوار سے ہم
تان کر ابروے خمدار کو مت دیکھو ادہر
کس لئے لیلی کی نظر چڑھ گئی چتون یارو
عمر بھر ہمکو ہے منظورِ محبت کا نباہ

پھر لگاتے ہین اسی دل کو اسی یار سے ہم
ڈرنے والے نہین ظالم تری تلوار سے ہم
لٹتے ہی آنکھ کے کچھ ہو گئے بیمار سے ہم
نہین انکار کبھی کرنے کے اقرار سے ہم

عمر بھر یون ہی رہے حسن کا چندا جلوہ
آرزو رکھتے ہین یہہ حیدر کرار سے ہم

ظاہر مین یا کہ خواب مین صورت دکھا کہین
مین پوچھتا ہون دن کی تو کہتا ہے رات کی
بلبل نمط تڑپتا ہون گل و بہار مین
کی کوہ کن نے کوہ کنی مین لئے جان کتی

تڑپے ہون انتظار مین اے شوخ آ کہین
معلوم یون ہوا کہ ترا دل لگا کہین
لیجائے یہہ بہار تری تک صبا کہین
جان باز تو نے اور بھی دیکھا سنا کہین

چندا کی عرض ہے یہی عالیجناب سے
عقدہ کو حل کرین مرے مشکل کشا کہین

ہمارے واسطے تم ہو اگر وہان بیقراری مین
جو اہل دل کہ صاحب درد ہے آگاہ ہے وہ ہی
نہ وہ ہوش و حواس اب ہین نہ وہ تاب و طاقت ہے
کوئی کھینچے لئے جاتا ہے تن سے روح کیا کیجے

اجی رہتے ہین ہم بھی یہان تمہاری یادگاری مین
مزہ جو کچھ کہ ہے پہلے پہر کی اشکباری مین
عجب حالت ہماری ہے تمہاری انتظاری مین
اذیت کھینچتے ہین بار کیا کیا تیری یاری مین

کہو مشکل کشا مشکل کشائی جلد چندا کی

نکلتا منہ سے ہے ہر دم یہی بےاختیار نہین

حاکم کے کہنے کا نہین تجھکو اثر کہین
اس وضع پر ہو گیا ہے مجھے پھر تیرا اعتبار
ہویا نہین دل مین سدا تخم آرزو
بھیا جو بندگی مین کرے جان کو نثار

محکوم ایسا دیکھا کوئی جنبش کہین
رہتا ہے شام کو تو کہین اور سحر کہین
پر نار سائیون کا نہ دیکھا شہر کہین
کب ہے یہ بیدلون کو یہان کے جگر کہین

چندا کو آرزو ہے یہی اوس پہ لطف سے
یا مرتضیٰ علی ولی ہو نظر کہین

ظاہر کی گفتگو کو مرے پاس جا نہین
فرہاد و قیس نے تو دیا جان عشق مین
یہان تک تو اوٹھ گیا ہے زمانہ سے اتحاد
جھگڑے ہزار مجھہ سے تو کر اور سب سے صلح

باطن مین ہم تو دل کے سوا آشنا نہین
لیکن یہہ دور مین کوئی مجھ سا نہین
دل بھی مرے بغل مین ہے پر آشنا نہین
ہر چند مجھہ سے خوش تو ہو مین خفا نہین

چندا سمجھہ کے کعبۂ دل یا علی ولی
اوسکو سوائے طوف نجف مدعا نہین

جلوہ گر اندازون کچہ اشک مین کم آنکھون مین
راست کہتا ہون سبھی پیچ کھلے مین دل کے
دل مین رہتا ہے مرے گرچہ وہ طفل بدخو
نظرین بدلی ہین بطرح گران خاطر ہو

اسلیئے خون رہا آن کے جم آنکھون مین
ایک پھرتا ہے ترے زلف کا غم آنکھون مین
اشک کی طرح نہ ٹھہرا کوئی دم آنکھون مین
یون فلک کب سے سبک بار کے ہم آنکھون مین

باغبان سے نہین منت پہ نیاز مولا
دل کے داشد سے ہے چندا کے ارم آنکھون مین

ھلال مہ نو کو کم دیکھتے ہین
حرم کو بنائے ہین لب دیر دل مین

وہ ابرو کا تیرے جو خم دیکھتے ہین
تجھے جب سے ہم اے صنم دیکھتے ہین

ہمین تیری آنکھ سے اک عجب شدائد ہین — حسینان کو تیری قسم دیکھتے ہین
ہمین کیونکہ نسبتی ہین انہی عشق سے کہ ہم — جو آہو کو جنگل سے رم دیکھتے ہین

کہ تیری ستم سے ہے مرتضیٰ سے کے بہتر
جو چندا یہ لطف اتم دیکھتے ہینا

کٹی ہے ہجر کی شب اب ہے وصل یار کا دن — خدا نے مجھکو دکھایا ہے یہ بہار کا دن
اوٹھا انبل سے تو اے ماہ رونق سے — نہ پوچھ کیونکہ کٹا تیرے انتظار کا دن
قسم تجھے سر مینا کی ساقیا مے دے — نشہ کی رات ہے یہ اور ہے خمار کا دن
سوائے نالہ و آہ و فغان اے زہرہ جبین — تمام ہووے نہ راحت دل فگار کا دن

کٹے ہے دم بدم جو چندا کا یاد مولا مین -
گنے ہے عمر مین اپنے وہ ہی شمار کا دن

باہم وہ کب جو نشی سے ملے تنگ خواب مین — جھکے خیال کو ہے سکے تنگ خواب مین
زخمی کیا وہ دل کو سر شہسوار حسن — عاشق کی صف سے جو کہ رکھے جنگ خواب مین
سجدے ستار کعبہ کیا مین ادا صنم — دیکھا ہون جب سے در کا ترے سنگ خواب مین
بھٹکا کبھی نہ راہ سے ظاہر مین خوش خرام — اٹکھیلیون کا جیسے کرے ڈھنگ خواب مین

بیدار کیا نصیب ہے چندا کا یا علی
باغ نجف کا دیکھا ہے جو رنگ خواب مین

جہاں دوربین جو عیش ہے تیرے شان — نہ جم سے بھی ہوا تھا اسقدر نوروز کا سامان
بھلا اب کوئی ہو کیا شان و شوکت مین ترا ہمسر — کھڑے ہین دست بستہ سامنے جب قیصر و خاقان
نہین کچھ حاجت اظہار شاہا حال دل میرا — بزنگ ذرہ کب محروم کرم سے ہے ترے مہمان
سبھی مشہور عالم ہے گدا سے شاہ تک باہم — ترے خوان کرم پر کون ہے وہ جو نہین مہمان

سدا لکتے ہین چندا سے ہزارون جسکے سایہ مین

## نظام الدولہ شاہ دکن سے رستم دوران

چو دیکھا یار کے عارض پہ پیچ خال تاباں کو
کبھی پہنچی کہ جبہ سپارہ کرے ہے حفظ قرآن کو

رہا ہم رسن زلف اس رستین عشق سے بیرون
سبق تھا داغ عقیدہ کا وہاں طفل دبستان کو

ہوا گھر وسکے لیے بلبل پہ جا خوشی نالی ہے
لگا دین آگ ہی یکبارگی لخت جگر ہم گلستان کو

کیاں سو رنگ سے دیکھا گریبان چاک کر کبھی
پہنچتا ہی نہیں ہے ہاتھ میرا تیرے دامان کو

بچا ہی لینگے ہر یک بلا سے تیرے وسیلہ سے
جو اپنی آبرو سونپی ہے چندا شاہ مردان کو

تم منہ لگا کے غیر دن کو مغرور مت کرو
لگ چلنا ایسے ویسوں سے دستور مت کرو

تلوے سہلاکے ہر گھڑی زاری نہیں ہے خوب
یہ راز عشق ہے اسے مشہور مت کرو

ہر چند دل دکھانا کسی کا برا ہے پر
رنجیدہ خاطر انکو تو رنجور مت کرو

لے تم ہو جو مجھ سے ہے منظور اختلاط
جز ذکر یار تم کوئی مذکور مت کرو

روشن رکھو جہان میں مثال مہر
چندا کے منہ سے نور کو تم دور مت کرو

تواپنے بزم میں مجھے بٹھنے اگر ہمکو
کھڑے ہیں یوں دیکھنے شاہان سحر و بہ ہمکو

ہماری چشم نے ایسا کمال پایا ہے
جدھر کو دیکھئے آتا ہے تو نظر ہمکو

فلک سے عشق کے ہو جائے دل یکسو غلطان
نظر جب آئے تیرے کان کا گہر ہمکو

وفا کے ہاتھ سے اپنے کمال عاجز ہیں
جفا تو اسکی تھی معلوم بیشتر ہمکو

نہیں ہے طاق سے کسریٰ کے کچھ غرض چندا
ملا ہے جب سے کہ مشکل کشا کا در ہمکو

کیوں تیغ ہر وقت لگاتا ہے حنا پاؤں کو
رنگ لگتا ہے مرے خون سے کیا پاؤں کو

قتل پہ میرے کمر باندھ رکھا ہے جو قدم
حق رکھے خوش تجھے بیلوے سر تا پاؤں کو

گر ہے دل کو چرایا ہین تونے ظالم — کھول دے بند ہتیلی کو ستا ہاتون کو
نغمۂ سوز سے دل کیونکہ نہ پرواز کرے — رقص کرتا ہے تو ہر وقت بجا ہاتون کو

مدعا پاوےگی چندا کبھی تجہسے دعا
درگہ شاہ نجف مین تو اوٹھا ہاتون کو

سامنے تیرے مژہ کے ہو نہ زنہار آئینہ — ہین آوے گر لقا ہر آئینہ چار آئینہ
عاشقون کے ہاتھ خالی ہون نہ تاج حسن سے — عکس افشان ہی ہو تیرے سفت زردار آئینہ
منتظر اوس کی توجہ کے ہین سب شاہ و گدا — حسن سے جسکے لیا ہے گنج حر دار آئینہ
گر نہین ہے محو رخ تیرا او پیارے کس لئے — رات دن رکھتا ہے یکسان چشم بیدار آئینہ

نذر ہم کرتے ہین چندا بے تکلف اپنا دل
گر موالی کو علی کے ہووے درکار آئینہ

ہے مضامین کا یون اپنے نظر مین غوطہ — جیسے موجون کا مسلسل ہو گہر مین غوطہ
مردم چشم کو کیا مردم آبی سے مثال — کہائے وہ پانی مین یہہ خون جگر مین غوطہ
خوب سجتی ہے ترے بر مین یہہ پوشاک سفید — دیکے خور نکلے ہے جیون نور سحر مین غوطہ
غور کیجے تو ہین پرنور جمادات و نبات — نہ ترے جلوہ کا ہے ذات بشر مین غوطہ

یا علی قلزم خون خوار ہے دنیا مشہور
کہاوے چندا نہ کبھی اوسکے بہنور مین غوطہ

ہو شمیم گل صبا سے نہ اس دل کی وا گرہ — جب سے وہ غنچہ لب نے جبین پر دیا گرہ
دل قبض و بسط یار کے ہر شب پہرے ہے گرد — دیکھا جو بکہرے بکہرے ہے زلف رسا گرہ
یک عقدہ دل کا میرے فلک سے کہلے حیف — پل مارتے مین غنچون کی کہولے صبا گرہ
یک عمر بعد گہر مرے آیا حجاب سے — وہ دیکھے سر سے پاون تلک جا بجا گرہ

چندا کو دو جہان کی خوبی نصیب ہو

کھولے کرم سے اپنے جو مشکل کشا گرہ

روکتا ہون جو اوسنے مجھے خفا رہتا ہے
گرچہ عیش مہیا ہے پر اس محفل مین
ہووے کسطرح بہلا تیری ملاقات نصیب
بے سبب او خدا واسطے ٹھکرا نہ صنم

دل یہ میرا تیرے کوچے ہی مین جا رہتا ہے
خانہ آباد نہ تو ہووے تو کیا رہتا ہے
گھر مین تیرے تو رقیب اپنو سنا رہتا ہے
سر میرا تیرے ہی قدمون سے لگا رہتا ہے

دیکھ کہتے ہین یہ حیدرا کو موالی علیؑ
حیدر آباد مین اک اہل وفا رہتا ہے

کہنا صبا شتاب مرے گلعذار سے
سدہرے نہ کچھ ترے صف مژگان کے سامنے
بیکل کیا ہے تیرے تصور نے جان مین
گو اختراع عیش کا معدن ہے تو مگر

آنکھون مین جان آئی ہے انتظار سے
مردانہ دل تھا وہ کہ لڑے جو ہزار سے
کل کا نہ وعدہ کیجیو اس بیقرار سے
رغبت مجھے ہمیشہ ہے بوس و کنار سے

میدان مین کوئی گوئے سخن تجھ سے لے نہ جائے
چندا امید رکھ شہ دلدل سوار سے

دیکھا چمن مین دہر کے کیا کیا بہار ہے
دیکھا نہ آئینے نے کبھی جسکو آنکھ بھر
تو نے قرار وصل کیا مجھ سے ظاہرا
باغ بہشت آنکھون سے اب گر گیا مرے

ہے لالہ ہو کوئی تو کوئی گلعذار ہے
شکر خدا وہ اندنون ہمسے دوچار ہے
تب سے ہماری جان بہت بیقرار ہے
دل مین لبا وہ سبز خط روئے یار ہے

چندا نے یا علیؑ ولی نام پر ترے
صدقے کیا ہے جان کو دل بھی نثار ہے

سنبھال اپنی کو اے شانے نہ ان زلفون مین اولجھا لے
نہ پورا وصل کی شب مین ہوا عاشق کا اک ارمان

چڑہے ہین بن ٹھنسے کے زہر ہی دو ناگ ہین کالے
جدائی سے نے تری ظالم قیامت مجھ پہ دن ڈالے

اشارہ بھی اوسی ابرو کا چاہیے ہے یہ دل میرا
کہاں بہائے سمجھے ہے نادان قدر تو دل کی
کہ جس جس نے سیکڑوں سر کے پل مین گنوا لے
نہ تو جب تک نہ بڑے ظالم کسی بے درد کے پالے

نہین مخفی ہے حال دل علی سے تجھپہ ظاہر ہے
تو ہے روشنگر خورشید سے چندا کے رکھو اسے

مجھے نام خدا اوس شوخ کا یہ طور بھاتا ہے
ستم ہی گرچہ اوس چشم کا بیخود ہون تسپر بھی
سفینہ دل کا مین ڈالا ہون اب دریا مین الفت کی
نہ تو نے وادی الفت کیا طے یار منصف ہو
ادا سے جبین بہ ابرو ہو لبون پر یہا سکرتا ہے
شراب ارغوانی تو مجھے ساقی پلاتا ہے
لب ساحل ہے سلامت یا طلاطم ہی مین آتا ہے
صف عشاق مین ناحق تو اپنے کو گنا تا ہے

بہ رنگ طائر قبلہ نما ہر آن دل میرا
ہر یک اطراف سے چندا نجف کو کھینچ لاتا ہے

بہت مخمور ہون ساقی شراب ارغوانی دے
خجل جس سے کیا ہے مصر کو وہ ماہ رو میرا
نگہ کرتے ہو کیون ایحضرت دل یار کا اپنے
تصدق جان و دل اپنا کیا ہون تجھپہ مدت سے
نہ رکھ تشنہ مجھے ساغر براہ مہربانی دے
جبین پر شان سے ٹیکے قشقہ زعفرانی دے
کوئی معشوق کب عاشق کو داد جانفشانی دے
کبھو تو بوسہ بھی مجھے اے یار جانی دے

رکھے ہے آرزو چندا تصدق شاہزادو نکا
مرے جو بن عشق والی مرادین من کی مانی دے

جو گیسوئے پری کی تا کمر تقریر آتی ہے
مرقع صفحۂ امکان ہی گو کلک مصور سے
جو کچھ خوبی ہے چہرہ پر نمایان خط خوبان سے
کرے گر قتل مجھکو یا جلا دے اوسکی مرضی
پئے دیوانگان بیساختہ زنجیر آتی ہے
نگہ مین ایک عالم کے نئی تصویر آتی ہے
کہاں اس وضع کی کاتب سے تحریر آتی ہے
پئے محکوم ہے حاکم پہ کب تقصیر آتی ہے

تجلا ہے یا علی کیونکر نہ کہہ روح شبیر سے

کہ چیندا بھر طرف مرقد شبیر آتی ہے

ہوا کچھ بھی نہ حاصل نالۂ شبگیر سے اپنے
گلہ ہمکو رہا ہے شور بے تاثیر سے اپنے
اسیر غم کو زنداں سے نکالا ہے سب ... کے
سنا ہے غل بھی تو نے نالۂ زنجیر سے اپنے
یہ مرغ دل ہلال ابرو ترے مژگاں کا قربان ہے
نکال اب آرزو میری کمان و تیر سے اپنے
جو ہو کوئی ترے قتال عالم وصل کا پیاسا
نہ رکھنا تشنہ لب آب دم شمشیر سے اپنے

نہ ہو چیندا زمانے میں کسی سے ملتجی ہرگز
جو کہنا ہے تجھے کہہ شبر و شبیر سے اپنے

ہر روز جو نیا دن ہی ستم ایجاد کرو گے
دل عاشقوں کے سیکڑوں برباد کرو گے
گر دام سے اپنے ہمیں آزاد کرو گے
پھر کس سے یہ کنج قفس آباد کرو گے
اور دن سے اگر دوستی رکھتے ہو تو پیارے
باطن میں یقین ہے کہ ہمیں یاد کرو گے
ناشاد کئی دل ہیں نہ ملنے سے تمہارے
ایسا کبھی ہوگا جو ادنہیں شاد کرو گے

سو جان سے ہوگی وہ تصدق مرے مولا
چیندا کی جو کونین میں امداد کرو گے

چشم کافر بھی ہے اور غمزۂ خونخوار بھی ہے
قتل کو پاس سپاہی کے یہ تلوار بھی ہے
کفر اسلام میں ثابت ہے دل کسی کا پہلا
صاحب سبحہ بھی ہے مالک زنار بھی ہے
گرچہ راحت کے ملنے سے سوزش ہی وہی
جس جگہ گل ہے مری جان وہیں خار بھی ہے
کچھ سمجھ کر ہی کیا اوس نے تعلق اے دل
رحم پر صرف بجا اوسکے ستمگار بھی ہے

حال دل کس سے کہے چیندا اسکے مشکل ہیں
یا علی تیرے سوا کوئی مددگار بھی ہے

گویا کہ تازہ کفر کی وہ ابتدا کرے
دل کو جوان بتوں سے کوئی آشنا کرے
پہنچا تو اوسکی خاک قدم میری چشم تک
جب خوبرو چمن میں گئے اے صبا کرے

ہوا اوس تجلی زرق برق بنانے کا الغرض
نگر دیکھ ایک غنچۂ دل کیا ہے میرا آہ

ہے وہی شور زدہ جو کسی دل مین جا کرے
گر بادِ نسیم لطف تو سو عقدے وا کرے

چشم امید ہے یہی حیدا کو روز و شب
میری طرف نگاہِ کرم مرتضیٰ کرے

اگر وہ قامت زیبا نہ میری داد کو پہونچے
ادا شرطِ عبادت ہوسکے ہے کب ادا اس کی
ہے کوئی نہ عقدہ پھر عشاق سے باقی
ہوئے ہین عشق مین مشہور گرچہ قیس و امق بھی

سلام حضرت اس گلشن مین ہر شمشاد کو پہونچے
خودی کو اپنے جب بھولے خدا کی یاد کو پہونچے
خبر میرے جنون کی گر ستم ایجاد کو پہونچے
نہ کیجا ایکدم جو کوشش فرہاد کو پہونچے

ہمین کچھ حاجت تقریر حیدا اب یہ روشن ہے
سوائے ابتلا کے کون اب فریاد کو پہونچے

یاد آگئی ہے دل کو مرے آہ کسیکی
خواہش تجھے غیرون کی سدا رہتی ہے لیکن
بوسہ بھی کوئی مانگے تو شے جان کے خیرات
کس طرح کہون آہ بھلا حال دل اپنا

تکتا ہون شب و روز جو مین راہ کسی کی
ہمکو تو نہین تیرے سوا چاہ کسی کی
خاطر کو نہ رنجیدہ کرا چاہ کسی کی
سنتا ہین کچھ بات وہ دلخواہ کسی کی

تحقیق کیا ہم نے بجبشارہ شعب کے
حیدا کو تمنا ہنین واللہ کسی کی

عجب کیا میکشی کا دل مین سر زاہد کے جوش آئے
نہین ممکن یہین وحشت زدہ پھر سکو ہوش آئے
کیا ہے ضبط اوس پردہ نشین نے عشق مین یہان
ہوا وہ آئینہ رو محفل آرا بعد مدت کے

اگر ساغر بکف محفل مین اپنا ماہ وش آئے
طرف بستی کے یہ دیوانہ گر صحرا بدوش آئے
صد آہ نا ممکن ہے دل سے تا بگوش آئے
اگر آئے بیان نہ تو کہدینا خموش آئے

بنا دون نامۂ اعمال حیدا سحر جو شش مین

جو میسر تھی ہم عشق کو فرصت سے سواے فرش آتے

ترا دل گو بنا ہے کبھی تنگ ناہم سے گذر
رہی ہے ہم کو لیت سے اون آنکھوں سے خونباری
کہیں کیا جو کہ گذرے ہیں تیرے عشق میں لیکن
رخ و گیسو و خال و طاق ابرو دیکھکر اوس کے

عشق میں کیس کیس تم سے گلگام سے گذر
چمن میں ہم ستانے سے گذرے کہ تم کر سے
ہم کو ان پہ بھر کے ہو تخیال خام سے گذر
نماز و روزہ و تسبیح و صبح و شام سے گذرے

کرو امداد فضل حق سے یا مشکل کشا میری
سدا کونین میں حیدر اکو اب آزاد ہے گذرے

کہا کس نے کہ تم مجھ سے یوں اقرار کیا سمجھے
برنگ شمع روشن ہے یہ اہل بزم پر لیکن
جو سچ پوچھو تو یہ زحمت اوٹھائی عشق نیز بین
نہ ہم جب کے یک ناخن کے ہووے کیا حقیقت ہے

پھر اگر رشتہ کو اپنے لبون سے بیزار کیا سمجھے
جو حالت اپنی سے تم پہ کی اظہار کیا سمجھے
اگر قسمت یا دست خضر کے تکرار کیا سمجھے
مہ نو دلمین سے قدر ابرو سے ہزار کیا سمجھے

محمد جب کرین تعریف حیدر اکی حقیقت کیا
ہمارا کوئی رتبہ حیدر کرار کیا سمجھے ۔

ہم نے جب تجھکو نا گمان اوس شوخ کے پالے پڑے
ہجر میں رو رہا ہوں تیرے رات دن میں اسقدر
چاند سا منہ اپنا دکھلا دے کبھی او گلبدن
دست رس شانے سے تجھے کیونہو اوس زلف تک

دل تو جاتا ہی رہا اب جان کے لالے پڑے
خون سے دل کے سب جلتے ہیں پہنالے پڑے
سیکڑون در پہ ترے ہیں دیکھنے والے پڑے
جسکی ہر لٹ میں لٹکتے ہیں سدا کالے پڑے

آئی حیدر آپکے در پہ ہے دو یون پاکی
تکمے ہون الماس کے اور لعل کے بالے پڑے

ہر شب ہے گذری یاد میں جس گلعذار کی
کچھ کچھ نظر جو آتی ہے سیما میں رخ تب

یک روز کی خبر بھی نہ اس بیقرار کی
سیکھی ہے طرز دل نے مرے اضطرار کی ۔

| | |
|---|---|
| روز ازل جو جام محبت پلا دیا | سرخی رہی ہے آنکھوں مین اشک خمار کی |
| خون جگر یہ آنکھوں سے امڈا کہ بہ چلا | لیکن کبھی یہ جھڑی نہ تھی اشکبار کی |

حیدرا کو اب دکھایئے دیدار یا علیؑ
طاقت نہین رہی ہے اوسے انتظار کی۔

| | |
|---|---|
| شب کو ہمارے اون کے ملاقات ہوگئی | شکر خدا کہ ہم پہ عنایات ہوگئی |
| آتے ہی مین نے اوسکے کیا نذر نقد دل | مہمان کی ہر طرح سے مدارات ہوگئی |
| بدلے حنا کے خون ملا میرا پاؤن مین | تجھ سے جفا جو ہونی تھی ہیہات ہوگئی |
| خورشید رو قسم ہے یہ زلفوں کی تونے کل | وعدہ کیا تھا دن کا مگر رات ہوگئی |

دست خدا سے مانگ لے حیدرا بصدق دل
تو جان لے قبول مناجات ہوگئی

| | |
|---|---|
| گل سے ہوئیگی توقع یہ جسے بیٹھی ہے | ہر کلی جان کو مٹھی مین لئے بیٹھی ہے |
| کبھی صیاد کا کھٹکا ہے کبھی خوف خزان | بلبل اب جان ہتیلی پہ لئے بیٹھی ہے |
| تیر و تلوار سے بڑھکر ہے تری ترچھی نگہ | سیکڑون عاشقون کا خون کئے بیٹھی ہے |
| تیرے رخسار سے تشبیہ اوسے دون کیونکر | شمع تو چربی کو آنکھون مین لئے بیٹھی ہے |

تشنہ لب کیون رہے اے ساقی کوثر حیدرا
یہ ترے جام محبت کو پئے بیٹھی ہے

| | |
|---|---|
| وہ وعدہ کرکے شکوہ تو ہم سے نہان رہے | بولے سحر پھر آئینگے خاطر نشان رہے |
| گر خیر خواہی آپکو منظور ہے تو بس | ایسا ہوا امتحان کہ پھر امتحان رہے |
| دامن کشیدگی سے ترے یار حیف ہے | یہان چشم انتظار مری خونفشان رہے |
| مین اس سوا بساط مین رکھتا نہین ہون کچھ | بھیجا ہون دل کو پاس ترے ارمغان ہے |

کونین مین بھی ہے تمنا کہ یا علیؑ

چندا پہ حق کرم سے ترے مہربان رہے

میرے بر مین جبدم وہ دلبر رہے
تو دل سیرا کا شہ کو مضطر رہے

خلش تیرے مژگان کی دلمین ہے لوٹ
کھٹکتا کہین جیسے نشتر رہے

جہان مین چھپانے عاشق کوئی
کہتین بات میری یہہ باور رہے

اوٹھاؤن نہ سر کو قدم سے ترے
اگر خلق مین شور محشر رہے

یہی عرض میری ہے مولا علی
ترا سایہ چندا کے سر پر رہے

بہار عیش لیکر باغ مین اب یون بسنت آئی
کہ بے تکلیف ہے شبنم سے گل کی بادہ پیمائی

صبا اوسکے لئے آئینہ دار چشم بلبل ہے
ہجوم نوعروسان چمن کی ہے خود آرائی

کسی نے مجھسے پوچھا ہے یہ چرچا بزم کا کیسے
کہامین نے یہ دی ہے نظام ثانی نے زیبائی

قدم رستم نہ چومے کیونکہ میدان شجاعت مین
ازل سے تا ابد مشہور ہے اسکی مولائی

دیا جو شرط تھی بخشش کی تسپر بھی ہر اک دم مین
بہ رنگ مہر ہے چندا پہ جسکی جلوہ فرمائی

بسنت آئی ہے موج رنگ گل ہے جوش صہبا ہے
خدا کے فضل سے عیش و طرب کی اب کمی کیا ہے

بیان مین کیا کرون اوسکے شبستان کا نقشا اللہ اکبر
قضا و قدر جسکے حکم کا اب کار فرما ہے

سخاوت مین کوئی ہمسر نہ ہوا اوسکا زمانہ مین
وہی کرتا ہے پورا جسکے دلمین جو ارادہ ہے

خضر کی عمر ہو اوسکی تصدق سے امیہ کے
نظام الدولہ آصف جاہ جو سبکا مسیحا ہے

یہی خوان کرم سے ہے سدا امید چندا کو
کسی کی بھی نہ ہو محتاج تم سے یہ تمنا ہے

روبرو خورشید رو کے ماہ مین کیا نور ہے
داغ پایا چاند نے جیسے کلف مشہور ہے

غمزہ و ناز و ادا شیوہ ہے خوبون کا مگر
ہر سخن مین روٹھ جانا یہ نیا دستور ہے

عشق مین حق کے انا الحق کہ رہا ہے بارہا
جسکو حوران بہشتی بھی پہونچ سکتی نہین

ہر مژہ پر لخت دل اپنا یہین منصور ہے
لیلی و شیرین کا اوسکے آگے کیا مذکور ہے

عاجزہ چنداؔ ابھی ہووے کرم یا مرتضیٰ
بخشش دو نو جہان مین سکو سب مقدور ہے

## تمّت

## تاریخ طبع دیوان بالقابہ ملک الشعرا استاد شیرین بیان مولوی میر محمد علی صاحب متخلص بہ بخشی

چھپایا اوس نے خوبی کا دیوان اپنے مطبع مین
ہوا یہ گوہر عالی کا چندا جی پہ احسان ہے

مگر پر نام روشن کر دیا ہے اوسکا عالم مین
کہ جسکے حسن کا شہرہ دکن سے تا صفاہان ہے

لکھی اعدا کے سر کو کاٹ کر تاریخ بخشی نے
گلستان حسن مہ لقا بائی کا دیوان ہے

۱۳۲۴

## ولہ

چھپایا گوہر والا جسنے
جو ہے ہمیشہ دیوان رہبر عشق

مصنف ماہ لقا بائی ہے اسکی
ہویدا ہر غزل سے ہے سر عشق

سر الفت سے بخشی سال لکھدو
کہ ہے دیوان چندا دفتر عشق

۱۳۲۴